میاں بیوی

افادات

حضرت مولانا مفتی محمد خرم عباسی صاحب مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز

ناصح الامت حضرت مولانا حافظ ابرار الحق صاحب کلیانوی نور اللہ مرقدہ

و

محبوب الخلائق حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مکتبہ جامعۃ الابرار

B-533 بلاک 13، نزد قباء مسجد، گلبرگ، کراچی

0322-2743200

www.trueislah.com

اجازتِ طباعت

ادارہ کی طرف سے

ہر خاص و عام کو اس کتاب کے چھاپنے کی اجازت ہے

نوٹ: چھاپنے والے حضرات ادارہ کو اطلاع ضرور دیں

اشاعت: اوّل

نام کتاب: میاں بیوی

افادات: حضرت مولانا مفتی محمد خرم عباسی صاحب مدظلہ العالی

سن طباعت: محرم ۱۴۳۸ھ بمطابق اکتوبر 2016ء

تعداد: 1100

ناشر: مکتبہ جامعۃ الابرار

ای میل ایڈریس: jamiatulabrar@hotmail.com

مرتب: مولانا یزید احمد نعمانی صاحب

قیمت فروخت: -/30 روپے

اسٹاکسٹ

مکتبۃ الارشاد

دوکان نمبر ۸ ریلوے اسٹیشن، رفاہ عام سوسائٹی،

ملیر ہالٹ، کراچی۔ موبائل: 0333-3730428

فہرستِ مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر
عرضِ ناشر	5
اسلام میں ازدواجی رشتے کی حسین تعبیر	7
ازدواجی تعلق کی تین خصوصیات	8
عیب پوشی، زینت اور قربت	9
نکاح.... نصف ایمان	9
ازدواجی تعلق پر نیکی	10
جائز خواہشاتِ نفس کی تکمیل بھی عبادت ہے	11
نفسانی اغراض دین کے تابع ہونی چاہییں	11
اسلام.... دینِ رحمت	12
دکھلاوا، ایمان کے منافی ہے	13
شوہر پر بیوی کا پہلا حق.... حسنِ معاشرت	13
ایک غلط فہمی کا ازالہ	14
مرد عورتوں کے نگران ہیں	14
بہترین شوہر کون؟	15
آپ ﷺ کی ایک اہم وصیت	15
بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کیوں؟	16
دین نے خانگی زندگی کے اصول مقرر کیے	17
بیوی کا دوسرا حق.... اچھا گمان رکھنا	17

عنوانات	صفحہ نمبر
اسلام میں غلاموں کے حقوق بھی متعین ہیں	18
گھریلو زندگی خوش گوار بنانے کا گر	19
بیوی کا تیسرا حق.... اظہارِ محبت	20
خانگی زندگی اور اسوۂ نبوی ﷺ چند واقعات	20
شگفتہ مزاجی سے دل جیت لیجیے	23
عورتوں کی اصلاح کے دو طریقے	24
بیوی کا انتخاب دین کی بنیاد پر ہونا چاہیے	24
آج کا مسلمان گناہ کو گناہ نہیں سمجھ رہا	25
دین پر عمل نہ کرنے کا خمیازہ	25
ناموافق ماحول کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟	26
اعتدال سے زندگی پُرسکون بنتی ہے	26
عفو و درگزر کو شیوہ بنائیے	26
دین کے مٹنے کا احساس پیدا کیجیے	27
شوہر کی تابع داری کا نقد صلہ	28
گھر کب سنورتا ہے؟	29
بچے ماں باپ سے سیکھتے ہیں	30
باہمی حقوق ادا کرنے کا آسان طریقہ	30
اولاد کو صدقۂ جاریہ بنائیے	31
راہ نمائی لینے کی عادت بنائیے	32

عرضِ ناشر

انسان کی فانی زندگی کے مختلف مراحل ہیں۔ ”ازدواجی زندگی“ بھی انہی متنوع اور پُر احساس گوشوں میں سے ایک اہم گوشہ ہے، جس پر نسلِ انسانی کی بقا کا مدار ہے۔ میاں بیوی محض دو افراد کے معاشرتی رشتے کا نام نہیں، بلکہ یہ حق سبحانہ وتعالیٰ کریم مطلق کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب کریم ارشاد فرماتے ہیں: ”اور اُس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم اُن کے پاس جا کر سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔“ (سورۃ الروم، ۲۱) اسی طرح ہمارے آقا جناب رسول اللہ ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت اور طریقہ قرار دیا ہے۔

چوں کہ نکاح انسانی فطرت اور عفت و پاک دامنی کی تکمیل کا باعث ہے، اس بنا پر اس کے آداب، شرائط، تقاضے اور محاسن کو اسلام نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشن اور جامع تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ شریعت مطہرہ بہر صورت ازدواجی رشتے کو حسین، خوش گوار اور مستحکم دیکھنا چاہتی ہے۔

اسلام کے مقابلے میں دنیا کا کوئی مذہب میاں بیوی کے تعلق کو اس اہمیت اور فوقیت کے ساتھ اجاگر نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت (شیاطین الانس والجن) ہمیشہ سے اسلامی معاشرے کی اس بنیاد کو اکھیڑنے یا کمزور بنانے کی فکر میں کوشاں رہے

ہیں۔ آج جبکہ دین سے بے اعتنائی اور بے فکری عام ہے، مسلمان میاں بیوی کے رہن سہن کے شرعی تقاضوں کو بھی بھلا بیٹھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح کی برکات اور فوائد سے ہم محروم نظر آتے ہیں۔ زیر نظر کتابچہ اسی بھولے سبق کی یاد دہانی اور تکرار ہے۔ عمل کی نیت سے خود پڑھیے اور دوسروں کو پڑھنے کی دعوت دیجیے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

اطلاع

ادارہ جامعۃ الابرار
نے مسجد، مدرسہ وخانقاہ کیلئے جگہ خریدی ہے، اس کی تعمیرات کیلئے دستِ تعاون بڑھا کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

بیادگار

ناصح الامت حضرت مولانا حافظ ابرار الحق کلیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
شفیق الامت حضرت مولانا حاجی فاروق سکھروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
حکیم العصر شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
الداعی الی الخیر: (مفتی) محمد خرم عباسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
رابطہ: 0321-2018457

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میاں بیوی

نحمده و نصلی ونسلم علیٰ رسوله الكريم اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴿البقرة:۱۸۷﴾

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيْمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ

﴿المعجم الاوسط للطبرانی، باب الاسم من اسمه محمد﴾

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اسلام میں ازدواجی رشتے کی حسین تعبیر

معزز بزرگو اور دوستو! انسان کی ازدواجی زندگی جب حسین اور خوبصورت ہوتی ہے، تو اس کی دنیا بھی اچھی ہو جاتی ہے اور دین بھی اچھا ہو جایا کرتا ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا ارشاد گرامی ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴿البقرة ۱۸۷﴾

ترجمہ: ”وہ تمہارے لیے لباس ہیں، اور تم ان کے لیے لباس ہو۔“

یعنی بیویاں تمہارے لیے اور تم ان کے لیے لباس کی مانند ہو۔ ہمارے پاس قرآن مجید کی صورت میں جو حسین کتاب موجود ہے، کائنات کے اندر اس کی نظیر نہیں ملتی، ایسی کتاب ہی نہیں مل سکتی۔ پھر اس حسین کتاب کے اندر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے جس پیارے انداز میں میاں بیوی کے تعلق کو

ظاہر فرمایا ہے، اس کی مثال بھی کہیں نہیں مل سکتی۔ قرآن کریم نے انسان کے ازدواجی رشتے کے لیے جو تعبیر اختیار کی ہے، وہ ہر لحاظ سے منفرد اور یکتاں ہے۔

ازدواجی تعلق کی تین خصوصیات

میرے عزیزو! چوں کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے لباس قرار دیا گیا ہے، تو یاد رکھیں کہ لباس میں تین خصوصیات ہوتی ہیں۔

❶ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ لباس آدمی کے عیوب کو دوسروں سے چھپاتا ہے۔ جب لباس کے ذریعے ستر چھپتا ہے، بدن چھپتا ہے تو اندر کے عیوب چھپ جایا کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے بیوی کو مرد کے لیے باطنی عیوب چھپانے کا ذریعہ بنایا ہے، کیوں کہ اگر حلال راستہ میسر نہ ہوتا تو آدمی حرام راستوں کی جانب جانکلتا اور دنیا اس کی عیب جوئی کرتی۔

❷ لباس کی دوسری خصوصیت زینت ہے۔ یعنی انسان اس کے ذریعے اپنی زیب و زینت کا اظہار کرتا ہے۔ اسے عمدہ لباس پہننا اچھا لگتا ہے، وہ اچھا لباس پہن کر مجالس میں جانا پسند کرتا ہے۔ بیوی بھی شوہر کے لیے زینت ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر مرد کو گھر میں اکیلا چھوڑ دیا جائے تو کوئی چیز مقررہ جگہ پر نہیں ملے گی۔ تولیہ کہیں ہوگا، بنیان کہیں ہوگا، کرتا شلوار کہیں ٹنگے ہوں گے اور ڈاکومنٹس ہیں تو آدھے اِدھر، آدھے اُدھر ہوں گے، باورچی خانے کے برتن بکھرے ہوں گے، کھانے پکانے کا سلیقہ نہ ہوگا، آدھا کچا آدھا پکا ہوگا۔ لیکن جب عورت بیوی بن کر گھر میں آجاتی ہے تو انسان کی زندگی کو زینت بخشتی ہے، اس کے معاملات کو حسین بنا دیتی ہے، ان میں سدھار پیدا کر دیتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ شوہر کو بیوی سے زینت ملا کرتی ہے، ورنہ مرد کی زندگی انتہائی بگڑی ہوئی ہو اور انسان بدتہذیب زندگی کی طرف چلا جائے۔ اگر عورت گھر میں موجود ہو اور سلیقہ مند ہو تو جب انسان گھر آتا ہے، دیکھتا ہے کہ بیڈ پر چادر سلیقے سے بچھی ہے، کمبل تہہ کر کے رکھا گیا ہے۔ ہر چیز

سلیقہ مندی سے رکھی ہے۔ یہ سب دیکھ کر انسان خوش ہوتا ہے۔ لیکن یہ سلیقہ مندی عورتوں میں ہوتی ہے، مردوں میں خال خال پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ پاک نے بتلایا کہ تمہارے لیے بیویاں زینت کا ذریعہ بھی ہیں۔

❸ لباس کی تیسری خصوصیت قرب ہے۔ یعنی لباس انسان کے جس قدر قریب ہوتا ہے، اس سے زیادہ قریب کوئی چیز نہیں ہوا کرتی۔ اور جو چیز جتنی زیادہ قریب ہوا کرتی ہے، اس سے اتنی ہی محبت ہوا کرتی ہے۔ اب غور فرمائیے کہ بیوی سے زیادہ قریب کوئی انسان نہیں ہوا کرتا آدمی کے، اس لیے اس کی محبت بھی زیادہ ہوتی ہے۔

عیب پوشی، زینت اور قربت

خلاصہ یہ کہ اللہ پاک نے ”لباس“ کہہ کر تین چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا: اول، جس طرح لباس سے ظاہری عیب چھپتا ہے، اسی طرح بیوی کے ذریعے تمہارا باطنی عیب چھپتا ہے۔ دوم، جس طرح لباس سے تم زینت حاصل کرتے ہو، اسی طرح تمہاری خانگی زندگی کو بھی بیوی کے ذریعے زینت حاصل ہوتی ہے۔ سوم، جس طرح جسم کے ساتھ لباس کو قرب حاصل ہوتا ہے، اسی طرح انسان کو بیوی کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور دنیا میں یہ قرب کسی اور سے حاصل نہیں ہوا کرتا اور اسی قربت کی وجہ سے محبت بڑھ جایا کرتی ہے۔

نکاح......نصف ایمان

کتنا حسین کلام ہے کہ ایک جملہ ارشاد فرمایا اللہ پاک نے: هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حقیقی زندگی میاں بیوی کی وہ ہے، جس میں دونوں کے اندر ایک دوسرے کے لیے محبت اور پیار پایا جاتا ہو۔

میرے عزیزو! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دین لے کر آئے، وہ کامل و مکمل ہے۔ یہ دین نصرانیوں والا

دین نہیں کہ انہوں نے کہا: ”رہبانیت اختیار کرلو“ عیسائی مذہب کے مطابق کوئی مرد، کوئی عورت اللہ جل جلالہ کا قرب حاصل کر ہی نہیں سکتا، جب تک مرد عورت سے اور عورت مرد سے بیگانہ ہو۔ ان کے ہاں اگر کوئی ازدواجی زندگی کے ذریعے اللہ جل جلالہ کا قرب حاصل کرنا چاہے، تو اس کو قربِ خداوندی حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہ نصاریٰ کا مسلک ہے، یہ ان کا مذہب ہے، یہ ان کا عقیدہ ہے۔ جب کہ ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمارہے ہیں:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيْمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ

(المعجم الاوسط للطبرانی، باب الاسم من اسمه محمد)

ترجمہ: جس نے شادی کرلی، اس نے آدھے ایمان کی تکمیل (حفاظت) کرلی، اب وہ باقی آدھے ایمان کے بارے میں اللہ جل جلالہ سے ڈرے۔

یعنی نکاح سے آدھا ایمان محفوظ ہوجاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ یہ بندہ حقوق العباد کے ساتھ حقوق اللہ بھی ادا کررہا ہے۔ اسلام نے دونوں حقوق کی ادائی لازم کی ہے۔

ازدواجی تعلق پر نیکی!

اور میرے عزیزو! کیسا پیارا دین ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد مبارک کا مفہوم ہے: مرد جائز خواہش بیوی سے پوری کرے، اللہ جل جلالہ اس پر اس کو اجر وثواب دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک آدمی اپنی شہوت کو پورا کرے، اپنی خواہش کو پورا کرے، اس پر بھی اجر وثواب ملے گا؟ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِي غَيْرِ حِلِّهَا أَلَمْ يَكُنْ يَأْثَمُ (سنن ابی دائود: باب صلاة الضحی)

ترجمہ: دیکھو! اگر وہ اس خواہش کے لیے حرام راستہ اختیار کرتا تو کیا گناہ گار نہ ہوتا؟

یعنی یقیناً ہوتا، لہٰذا جب اُس نے حلال راستے کو اختیار کیا تو اس پر ثواب بھی اللہ پاک عطا فرمائیں گے۔

جائز خواہشاتِ نفس کی تکمیل بھی عبادت ہے

غور کیجیے! ہماری ذاتی خواہشات کو بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے دین بنا دیا گیا۔ ہم کھانا کھاتے ہیں، اگر اس سے قبل ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھ لیا تو یہی کھانا دین بن جائے گا۔ لقمہ منہ میں جا رہا ہے، مزہ آرہا ہے کھانے میں، بیوی کے لیے محبت کے آثار پیدا ہو رہے ہیں کہ ماشاء اللہ کیسا کھانا بنایا ہے میری بیوی نے۔ تھکا ماندا آیا تھا، بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھا کر زبان کو لذت مل رہی ہے۔ اور ہر ہر لقمہ پر سبحان اللہ، الحمدللہ زبان سے نکل رہا ہے۔ اور کھانے کے بعد اپنی بندگی کا اظہار یوں کیا جا رہا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ

(سنن ابی داؤد: باب مایقول الرجل اذا طعم)

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں،
جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔''

تو خواہش نفس کی تکمیل بھی عبادت بن جائے گی اور اس پر ہمیں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا قرب نصیب ہوگا۔

نفسانی اغراض دین کے تابع ہونی چاہییں

حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ عصر کے بعد درس حدیث دیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے مذکورہ دعا کے بارے میں عجیب نکتہ بیان فرمایا کہ دیکھو! اللہ کی تعریف بیان کی جا رہی ہے، کھانے کے بعد۔ یعنی اے اللہ! آپ نے کھلایا، آپ نے پلایا۔ واقعی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ دستر خوان بچھا ہوا تھا اور ہم نے نعمتوں سے فائدہ اٹھایا، جس سے ہمارا پیٹ بھرا۔ کھانے اور پینے کی کیسی کیسی

لذتوں اور ذائقوں سے ہم لطف اندوز ہوئے۔ کیا کیا نعمتیں دستر خوان پر ہم نے دیکھیں۔ تو دعا میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی تعریف اس بات پر ہے کہ اللہ کھلا رہے ہیں، پلا رہے ہیں۔ لیکن یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اس کے ساتھ وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ کا کیا جوڑ ہے۔

چناں چہ حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں ربط یہ ہے کہ کھانا پینا وہ معتبر ہے جو حالتِ اسلام میں ہو۔ وہ کھانا پینا معتبر نہیں، جو کفر کی حالت میں ہو۔ ایسا کھانا پینا تو جانوروں جیسا کھانا پینا ہے۔ جانور بھی کھاتے ہیں اور عیسائی، یہودی اور دیگر کفار بھی کھاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ ایک مسلمان کھانے کے ذریعے اللہ کی عبادت، بندگی اور قرب حاصل کرنے کے لیے قوت و توانائی حاصل کرتا ہے، جبکہ کافر اس طاقت کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی نافرمانی میں ضائع کرتا ہے۔ نافرمان کی خواہش نفس دین کے تابع نہیں ہوتی۔

اسلام...... دینِ رحمت

تو میرے عزیزو! دین کے اندر ایک ایک چیز کو اللہ پاک نے ہمارے لیے رحمت بنا دیا، باعث ثواب بنا دیا۔ ہمارے اللہ کتنے پیارے ہیں۔ دیکھیں! ہر آدمی کو اپنی بیوی سے محبت ہوتی ہے، اپنے بچوں سے محبت ہوتی ہے، اپنے محبوب سے محبت ہوتی ہے اور یہ ہماری ذاتی خواہش ہے۔ لیکن اللہ پاک نے اس محبت کے اندر بھی اتنی وسعت پیدا کر دی کہ اگر یہ محبت میرے لیے کرو گے تو اس پر بھی ثواب دوں گا۔ ایک روایت میں ہے:

من أَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ

(مشکوۃ المصابیح: کتاب الایمان، الفصل الثانی، ١٤/١)

ترجمہ: ''جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اور
اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روکا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔''

دکھلاوا، ایمان کے منافی ہے

چار چیزیں جس کے اندر ہوں، اس کا ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ دے تو اللہ کے لیے دے۔

آج ہم دکھلاوے کے لیے دیتے ہیں کہ شادی میں گئے، تو چونکہ **500** کا لفافہ اُس نے بیٹی کے لیے دیا تھا، اب **1000** کا لفافہ میں بھی دوں گا۔ ارے بھئی! فلاں بیٹے کی پیدائش میں خوب تحائف لے کر آیا تھا، اب مجھے بھی دینا ہے۔ اسی طرح بیٹی کے گھر میں نہیں دیں گے تو بیٹی کی ناک کٹے گی۔ ساس اور نندیں اسے طعنہ دیں گی کہ تمہارے گھر والے کیسے ہیں، عید کے موقع پر ہمیں جوڑا بھیجا اور نہ تمہیں۔ اور لڑکی کو دے دو تو کہتے ہیں کہ ساس کو نہیں بھیجا۔ ساس کو دو تو کہتے ہیں کہ نندوں کو نہیں بھیجا۔ اگر نندوں کو دو تو کہتے ہیں کہ اُن کی بیٹیوں کو نہیں بھیجا۔ غرض ایک رواج چلا آرہا ہے۔ حالاں کہ نبی کریم ﷺ فرمارہے ہیں: جس نے دیا اللہ کے لیے، منع کیا اللہ کے لیے، محبت کی اللہ کے لیے، کسی سے بغض رکھا تو اللہ کے لیے تو اس نے اپنا ایمان پورا کرلیا۔ لہٰذا بیوی بچوں سے اللہ کے لیے محبت ہونی چاہیے جو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔

شوہر پر بیوی کا پہلا حق......حسن معاشرت

اور میرے عزیزو! بیوی سے محبت پیدا کرنے کے لیے چند چیزیں شوہر پر ادا کرنا ضروری ہیں، انہیں عرض کرتا ہوں۔ سب سے پہلی بات حسن معاشرت ہے۔ چناں چہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ قرآن مجید میں عورتوں کے حقوق کی ادائی کی سفارش کرتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں:

وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء ۱۹)

ترجمہ: ’’اور ان کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو۔‘‘

یعنی اے مردو! یہ بات سمجھ لو کہ اللہ چاہتے تو تمہیں کہتے کہ دن بھر چوپایوں کی طرح کماؤ، کما کر جو کچھ حاصل کرو، وہ بیوی کو دے دو۔ ہم چوں کہ حاکم ہیں، اس لیے ہم نے بیوی کو تمہارے اوپر حاکم

بنادیا۔ لیکن اللہ جل شانہ نے ایسا نہیں کیا، بلکہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِىۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (البقرۃ ۲۲۸)

ترجمہ: ’’اور ان عورتوں کو معروف طریقے کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے (مردوں کو) ان پر حاصل ہیں۔‘‘

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یہاں بہت سے لوگ غلطی کر جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چوں کہ ہمیں فضیلت حاصل ہے، اس لیے ہم جو کہہ رہے ہیں، وہ صحیح ہے۔ یاد رکھیے! ایک ہے حق اور ایک ہے فضیلت۔ حقوق دونوں کے برابر ہیں۔ جتنے حقوق مرد کے عورت پر ہیں، اتنے ہی حقوق عورت کے مرد پر ہیں۔ اللہ پاک نے مذکورہ آیت مبارکہ میں عورتوں کے حقوق کو مقدم کیا ہے مردوں کے حقوق پر، یہ بتانے کے لیے کہ معاشرے کے اندر عورتوں کے حقوق کو ضائع کیا جاتا ہے، اس سے بچا جائے۔ چناں چہ جب دونوں کے حقوق برابر ہیں تو فضیلت کی آڑ میں بیویوں کے حقوق ضائع نہیں کیے جاسکتے۔

مرد عورتوں کے نگران ہیں

ہاں! اللہ پاک عورتوں کی لگام ہمارے ہاتھ میں دیتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء ۳۴)

ترجمہ: ’’مرد عورتوں کے نگران ہیں۔‘‘

دوسری جگہ ارشاد فرمارہے ہیں:

وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرۃ ۲۲۸)

ترجمہ: ’’ہاں مردوں کو ان پر ایک درجہ فوقیت ہے۔‘‘

یعنی مرد وہ ہیں جو تھامنے والے ہوتے ہیں۔ مرد وہ ہیں جن کو اللہ نے ایک درجہ فضیلت دے رکھی ہے عورتوں پر۔ تو میرے عزیزو! وہ اللہ جس نے ہمیں فضیلت دی ہے، جو احکم الحاکمین ہیں، یہ فرمارہے ہیں کہ ان عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت اختیار کرو۔

بہترین شوہر کون؟

ایک لطیفہ یاد آیا کہ لڑکا لڑکی کی شادی ہوئی۔ ہنی مون منانے چلے گئے۔ اب ہنی مون منارہے ہیں، مری کی وادی میں گھوم رہے ہیں، ایک پہاڑ پر چھوٹے سے پتھر سے بیگم کو ٹھوکر لگ گئی تو فوراً میاں نے دریافت کیا: آپ کو چوٹ تو نہیں لگی؟ پتہ نہیں لوگ کیوں اس طرح کے پتھر بیچ میں ڈال دیتے ہیں، لوگوں کو سمجھ نہیں آتا۔ فوراً محترمہ کی سینڈل اتار کر دیکھ رہے ہیں کہ کہیں ہڈی آگے پیچھے تو نہیں ہوگئی۔ یہ پہلا سال تھا۔ دوسرا سال آتا ہے، پھر چلے جاتے ہیں مری۔ اسی مقام پر دوبارہ ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ اب شوہر کہتا ہے: کیا دیکھ کر نہیں چلتی ہو۔ اسی طرح تیسرے سال پھر چلے جاتے ہیں گھومنے پھرنے، پھر ٹھوکر لگتی ہے۔ اب شوہر نامدار کہتا ہے: دیکھ کر چلا کرو، اندھی ہو کیا۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ جذبات واحساسات اور باہمی معاملات نیچے کی طرف آتے ہیں۔ حالاں کہ اللہ پاک عورتوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمارہے ہیں۔ لہٰذا بہترین شوہر وہ ہے، جو بہترین سلوک کرتا ہو بیوی کے ساتھ۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص عورتوں پر ظلم وزیادتی کرے، وہ شخص کمینہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اہم وصیت

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

أَلاَ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ، لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ، إِلاَّ أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ،

وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلاَ تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً، أَلاَ إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلاَ يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلاَ يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ، أَلاَ وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ. (سنن الترمذی: باب ماجاء فی حق المرأة)

ترجمہ: مسلمانو! عورتوں کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آنے میں میری وصیت قبول کرو، کیوں کہ وہ تمہارے ہاتھ میں قیدیوں کی مانند ہیں۔ تم ان کے لیے بھلائی کے علاوہ اور کسی چیز کے مالک نہیں ہو، مگر جب وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں۔ اگر وہ ایسا کرلیتی ہیں تو انہیں بستروں میں تنہا چھوڑ دو، اور ان کی ایسی پٹائی کرو جو نہ سخت ہو اور نہ اس میں مشقت ہو۔ اگر وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو ان پر ظلم وزیادتی کے لیے کوئی اور راستہ مت ڈھونڈو۔ یاد رکھو! تمہارے لیے تمہاری بیویوں پر حقوق ہیں اور تمہاری بیویوں کے لیے تم پر حقوق ہیں۔ تمہارا حق تمہاری بیویوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو ان لوگوں سے نہ روندیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو، اور نہ ہی ان لوگوں کو گھر میں آنے کی اجازت دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ اور یاد رکھو! ان عورتوں کا تم پر حق یہ ہے کہ کھانے پینے اور لباس میں تم ان کے ساتھ اچھا معاملہ رکھو۔

غور فرمائیے! وصیت کرنے والے کون ہیں؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور کون حکم دے رہے ہیں؟ اللہ پاک۔ یعنی اللہ جل جلالہ کی جانب سے عورتوں کا حق (فضیلت نہیں) جتلایا جارہا ہے۔ جبکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کہا جارہا ہے: ان پر ظلم وزیادتی مت کرنا۔

بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کیوں؟

دیکھیے! اگر صدر پاکستان لکھ کر بھیج دے کہ تمہاری بیوی میری بیوی کی کلاس فیلو ہے، اس کی دوست ہے۔ خیال کرنا، کوئی تکلیف نہ ہونے پائے، تو بھلا کوئی تکلیف دے گا؟ بلکہ دنیا کے حاکم

کے خط کی وجہ سے خوف پیدا ہوجائے گا۔جبکہ اللہ جل شانہ نے 1437 سال پہلے جبرائیل امین کے واسطے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حکم نازل کیا کہ عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک کرو۔اس کا مطلب ہے کہ یقینا عورتوں کے اندر ایسی کوئی فطری کمی ہے، جس کی بنا پر ہمیں یہ وصیت وتاکید کی گئی کہ ان کی کوتاہیوں پر نظر نہ کرنا، بلکہ ان کی اچھائیوں پر نظر رکھنا۔

دین نے خانگی زندگی کے اصول مقرر کیے ہیں

اور بالفرض بیوی کہنا نہ مانے تو پہلے پہل اس سے اپنا بستر الگ کرلینا، پھر بھی کہنا نہ مانے تو پٹائی کرنا لیکن پٹائی ایسی شدید مت کرنا جس سے نشان پیدا ہوجائے۔آپ علیہ السلام نے ساتھ ہی ساتھ حد بھی بیان کردی ہے۔تیسری بات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمائی کہ عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ عورت ایسے شخص کو گھر نہ آنے دے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔جبکہ مرد کے ذمہ عورت کا یہ حق ہے کہ وہ اسے اچھا کھلائے، اچھا پلائے۔

نبی کریم ﷺ اچھی زندگی گزارنے کے طریقے بیان فرما رہے ہیں۔اچھا کھلائے اپنی حیثیت کے اعتبار سے۔اچھا پہنائے اپنی حیثیت کے اعتبار سے۔لیکن یہ نہ ہو کہ انتہائی کنجوسی یا انتہائی اسراف کی طرف آدمی چلا جائے۔کچھ لوگوں کی بیویوں کا اسراف اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ پانچ سات ہزار روپے صرف میک اپ کے سامان میں ہر مہینے خرچ ہوجایا کرتے ہیں۔یہ ظلم ہے۔اتنا خرچ کرو، جتنا حق ہے۔حق سے زیادہ ہو تو اسے کنٹرول کرنے کی کوشش کرو۔

بیوی کا دوسرا حق......اچھا گمان رکھنا

میرے عزیزو! اللہ رب العالمین کا ارشاد گرامی ہے:

فَاِنۡ کَرِہۡتُمُوۡہُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا

شَیۡئًا وَّ یَجۡعَلَ اللّٰہُ فِیۡہِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا (النساء:19)

ترجمہ: ''اور اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو، اور اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔''

یعنی شوہر پر بیوی کا دوسرا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہمیشہ اچھا گمان رکھے۔اگر اس میں کوئی برائی دیکھے تو فوراً اس کی اچھائی کو یاد کرلے۔چناں چہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا یَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ کَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَر

(صحیح مسلم:باب الوصیة بالنساء)

ترجمہ: ''کوئی مومن اپنی مومن بیوی سے (کسی وجہ سے) نفرت نہ کرے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کی ایک عادت اسے بری معلوم ہو لیکن وہ دوسری عادت سے راضی ہوجائے۔''

یعنی بیوی کے اندر ایسی کوئی خصلت ہوسکتی ہے، جس کی بنا پر شوہر کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوجائے۔اگر اس کی خامی دیکھ رہے ہو تو اپنی بھی خامیاں دیکھا کرو۔

اسلام میں غلاموں کے حقوق بھی متعین ہیں

ایک صحابی حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو مار رہے تھے۔نبی ﷺ نے پیچھے سے ارشاد فرمایا: ابو مسعود! جتنی تمہیں اس غلام پر قدرت ہے، اس سے زیادہ اللہ جل جلالہ کو تم پر قدرت ہے۔صحابی رسول ﷺ تھے، کانپ اٹھے، ڈر گئے۔عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ اللہ کی راہ میں آزاد ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم آزاد نہ کرتے تو تمہیں جہنم کی آگ جھلسا دیتی۔''

(سنن ابی دائود: کتاب الادب، باب فی حق المملوك)

یہ کس کے بارے میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے؟ ایک غلام کے بارے میں، نوکر کے بارے میں نہیں۔نوکر اور غلام میں فرق ہوتا ہے۔نوکر وقتی ہوتا ہے، اسے تنخواہ دی جاتی ہے۔اس کے حقوق ہوتے ہیں۔غلام کو تنخواہ نہیں دی جاتی، وہ چوبیس گھنٹے کا ملازم ہے، آقا کے آگے ہاتھ باندھے کھڑا

ہے۔ جو آقا کہہ رہا ہے، وہ کرنا ہے اس نے۔ چناں چہ نبی ﷺ غلام کے بارے میں ایسی تاکید فرمارہے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مقام ربضہ میں چلے گئے تھے، جو مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ صوفی منش آدمی تھے۔ کچھ لوگ زیارت کے لیے گئے تو دیکھا کہ ایک چادر پہنے ہوئے ہیں اور ویسے ہی چادر اپنے غلام کو بھی پہنا رکھی ہے۔ لوگوں نے کہا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ غلام سے یہ چادر لے کر اپنے لیے ایک جوڑا بنالیں اور غلام کو کوئی اور کپڑا پہنا دیجیے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سنایا: ''جو تم کھاؤ، وہ انہیں کھلاؤ۔ جو تم پہنو، ویسا ہی انہیں پہناؤ۔ ان کو ایسے کام کا مکلف نہ بناؤ، جس سے وہ مغلوب ہو جائیں۔ اگر ان کو مکلف بناتے ہو تو ان کی مدد بھی کرو، ہاتھ بٹاؤ۔''

(صحیح البخاری:باب ماینھی من السباب وا للعن)

غور کیجیے میرے عزیزو! کس قدر نبی ﷺ نے غلاموں کے حقوق کی رعایت فرمائی۔ ایک آدمی بیس کلو بوجھ اٹھا سکتا ہے، آپ نے چالیس کلو بوجھ اٹھانے کو کہہ دیا تو یہ غلط ہے۔ انہیں ایسے کام کا مکلف نہ بناؤ۔

گھریلو زندگی خوش گوار بنانے کا گُر

میرے عزیزو! غلام اور بیوی میں ایک پہلو مشترک ہے۔ وہ یہ کہ جس طرح غلام ماتحت ہوتا ہے، اسی طرح بیوی ماتحت ہوتی ہے۔ اور نبی ﷺ نے دونوں کے حقوق کو بہت زیادہ تاکید کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا بیوی کے بارے میں حسن ظن رکھیے۔ اگر اس کی طرف سے کمی کوتاہی نظر آئے......مثلاً آپ کے کپڑے استری نہ ہوں تو یہ سوچ لیجیے کہ ہوسکتا ہے کھانا پکانے میں دیر ہوگئی ہو۔ ہوسکتا ہے بیچاری کو کپڑے ہاتھ سے دھونے میں دیر ہوگئی ہو۔ اب تو مشینوں کا دور ہے، ہوسکتا

ہے مشین سے نکال کر کھنگالنے اور سکھانے میں دیر ہوگئی ہو۔ ماسی کے ساتھ کام میں لگنے کے باعث یا جھاڑو پونچھے میں اس کو دیر ہوگئی ہو......تو غصہ کے اظہار سے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ جس طرح میں اس پر قادر ہوں، اللہ پاک اس سے زیادہ مجھ پر قادر ہیں۔ آج اگر میں اسے معاف کروں گا، اللہ جل جلالہ مجھے معاف کریں گے۔ اسی طرح گھر کی زندگی خوش گوار بنتی ہے اور پیار و محبت کے ساتھ زندگی گزاری جاسکتی ہے۔

بیوی کا تیسرا حق......اظہارِ محبت

تیسرا حق، بیوی کے ساتھ محبت کا بھرپور اظہار ہے۔ دیکھیں میرے عزیزو! جب آپ محبت کا اظہار کرتے ہیں تو جانور مانوس ہو جایا کرتا ہے۔ ہمارے مدرسے میں چھوٹے چھوٹے معصوم بچے چھ، سات سال کے داخل ہوتے ہیں۔ دو چار دن روتے ہوئے آتے ہیں، ان کو ایک دفعہ ٹافی دے دو، ایک دن بسکٹ پکڑا دو، تیسرے دن سے خوشی خوشی آنے لگتے ہیں۔ جب محبت و شفقت سے چھوٹا بچہ مانوس ہو جاتا ہے تو کیا عورت مانوس نہ ہوگی؟ حسن سلوک اختیار کیجیے، محبت کا اظہار کیجیے۔ اپنی مالی حیثیت کے اعتبار سے بیوی کو تحائف دیجیے۔ اس کی جائز خواہش کے مطابق تحفے دے کر اس کے دل میں اپنا مقام پیدا کیجیے۔ پھر دیکھیے کہ وہ آپ کے لیے کیا کرتی ہے۔

خانگی زندگی اور اسوہ نبوی ﷺ......چند واقعات

❶ ایک بار آپ ﷺ سفر میں تھے، ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہوگیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس اونٹ ضرورت سے زیادہ تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیدو۔ انہوں نے کہا: کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے۔

(اصابہ ج8 ص126 بحوالہ ابن سعد و زرقانی ج3 ص296)

۲ اسی طرح ایک دفعہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ رات کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی ضرورت کے تحت بڑے آرام و سکون کے ساتھ کمرے سے باہر تشریف لے گئے۔ ام المومنین کے دل میں خیال آیا کہ ممکن ہے کہ کسی دوسری زوجہ مطہرہ کے پاس چلے گئے ہوں۔ چوں کہ بیوی تھیں، اس لیے بشری تقاضے کے مطابق آپ علیہ السلام کو ڈھونڈنے نکلیں پورے پردے کے ساتھ۔ دیکھا تو آپ علیہ السلام جنت البقیع میں موجود ہیں۔ جب آپ ﷺ واپسی کیلئے مڑے تو امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے گھر پہنچنے سے قبل گھر پہنچ گئیں۔ جب اللہ کے محبوب ﷺ گھر پہنچے تو امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ عائشہ کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں یارسول اللہ! تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حقیقتِ حال بتلادو، ورنہ وہ ذات مجھے اطلاع دے گی جو ہر چیز سے باخبر اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اور پورا واقعہ کہہ سنایا۔ اس کے بعد اللہ کے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ سمجھتی ہو کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) تم پر ظلم کریں گے۔

اسی روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریل امین آئے تھے جب آپ نے (مجھے گھر سے نکلتے) دیکھا، لیکن وہ گھر میں داخل نہیں ہوئے، کیوں کہ آپ (سونے کے لیے معمول کے) کپڑے اتار چکی تھیں، جبریل امین نے مجھے پکارا تو آپ سے چھپ کر، میں نے بھی انہیں جواب آپ سے چھپ کر دیا، میں سمجھا آپ سو چکی ہیں، میں نے اس بات کو ناپسند سمجھا کہ آپ کو اٹھاؤں، کیوں کہ مجھے ڈر تھا کہ آپ بے چینی محسوس کریں گی۔

(صحیح ابن حبان:باب ذکر ان جبریل علیہ السلام لا یدخل بیت النبی ﷺ اذا وضعت عائشة ثیابها)

میرے عزیزو! ان کے دل میں گمان آیا کہ دوسری بیوی کے پاس گئے ہیں، اس لیے پیچھا کیا، لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یقین دلانے کے لیے کہنا پڑا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور ظلم نہیں کرسکتا تو فوراً

احساس ہوگیا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی چہرے پر ناگواری کا تاثر لے کر اندر تشریف نہیں لائے، دروازے پر لات نہیں ماری، غصہ سے آکر چپت رسید نہیں کیا، بلکہ ارشاد فرمایا: ''اللہ کی بندی میں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے گیا تھا'' میرے عزیزو! کتنا بلند ظرف ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔

۳ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چھوٹی عمر میں رخصت ہوکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آگئی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں جھولے پر جھول رہی تھی، اتنے میں کچھ انصاری عورتیں آئیں اور انہوں نے مجھے لے جاکر کمرے میں تیار کیا اور پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس مجھے بھیجا گیا۔ اور میں اس وقت اتنی چھوٹی تھی کہ میرے پاس چھوٹی چھوٹی گڑیائیں تھیں، میں ان سے کھیلا کرتی تھیں۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر سے تشریف لے جاتے تو میری سہیلیاں میرے پاس آجاتی تھیں، کھیلا کرتی تھیں۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے تو سہیلیاں چلی جاتی تھیں۔ اور جب میری سہیلیاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر بکھر جاتیں، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایک کو ڈھونڈ کر میرے پاس بھیجا کرتے تھے۔ ارے جاؤ عائشہ کے پاس۔ غور فرمائیے عزیزو! کس قدر دل جوئی فرماتے تھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (الجامع الصحیح للسنن والمسانید: ج 10،1147)

۴ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں اپنی گڑیاں گھر کے ایک دریچے میں رکھ کر اس پر پردہ ڈالے رکھتی تھی۔ سرکار دوعالم ﷺ کے ساتھ حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے دریچے کے پردہ کو اٹھایا اور گڑیاں حضور ﷺ کو دکھائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ سب کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: میری بیٹیاں (یعنی میری گڑیاں) ہیں، ان گڑیوں میں ایک گھوڑا ملاحظہ فرمایا، جس کے دو بازو تھے۔ فرمایا: کیا گھوڑوں کے بھی بازو ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے تھے اور ان کے بازو تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس پر اتنا تبسم فرمایا

کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ (مدارج النبوۃ، ج2،ص147)

حالاں کہ نبی کریم ﷺ عموماً مسکرایا کرتے تھے۔لیکن اس موقع پر آپ ﷺ اس طرح ہنسے کہ آپ کی داڑھ مبارک نظر آگئی۔اندازہ لگائیے کس قدر محبت کا اظہار ہے،کس قدر پیار کا اظہار ہے۔ کیوں؟ صرف اس لیے کہ زندگی کو خوش گوار بنایا جائے،شگفتہ اور حسین بنایا جائے۔

شگفتہ مزاجی سے دل جیت لیجیے

میرے عزیزو! بیوی سے محض دھونس اور رعب جمانے کا تعلق نہ ہو، بلکہ اس کی دل جوئی کے لیے شگفتہ مزاجی اپنائی جائے، تاکہ اس کے دل میں آپ کے لیے محبت اور مقام پیدا ہو۔وہ آپ کی اہمیت سے واقف ہو۔حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی)

میرے عزیزو! کتنے غم تھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ہم کیا مبلغ ہوں گے، ہم کیا داعی ہوں گے، ہم کیا عالم ہوں گے، ہم کیا مدرس ہوں گے، ہم کیا کسی کے شوہر ہوں گے...... جیسے شوہر وہ تھے، جیسے مبلغ وہ تھے، جیسے داعی وہ تھے، جیسے مجاہد وہ تھے جنہیں پوری امت کی فکر لمحہ لمحہ لاحق رہتی تھی۔اس قدر غم تھا کہ قرآن کریم گواہی دے رہا ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعرآء:03)

ترجمہ:(اے پیغمبر!) تم شاید اس غم میں اپنی جان ہلاک کیے جارہے ہو کہ یہ لوگ ایمان (کیوں) نہیں لاتے!

یعنی کافر لوگ ایمان نہیں لاتے تو اس قدر غم تھا نبی ﷺ کو کہ جان تک چلے جانے کا خدشہ پیدا ہوگیا۔لیکن اس کے باوجود گھر تشریف لاتے تو میرے محبوب ﷺ کے چہرے پر بشاشت ہوتی، مسکراہٹ ہوتی تھی۔امہات المومنین سے شگفتہ مزاجی سے بات چیت فرماتے اور گھر کے کام کاج میں حصہ لیتے۔

عورتوں کی اصلاح کے دو طریقے

میرے عزیزو! بار بار کہہ رہا ہوں کہ بہت پیارا دین ہے ہمارا۔بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کا دین کی طرف رجحان ہے، لیکن اس کی شادی ایسی خاتون سے ہوجاتی ہے جس کا دین کی طرف رجحان نہیں ہوتا۔یاد رکھیں! بیوی کو دین کی طرف لانے کا بھی طریقہ کار ہے۔جانور کو سدھایا جاتا ہے یا نہیں؟ گھوڑا بدک جائے تو اسے سدھایا جاتا ہے۔اس کو سدھانے کا طریقہ موجود ہے۔طریقہ کار معلوم کرکے اسے سدھایا جائے تو بالکل مطیع اور فرماں بردار بن جاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ کبھی بدکا ہی نہ تھا۔بعینہ بدکی ہوئی عورت کو سدھارنے اور اسے دین کی طرف مائل کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ اسے محبت دی جائے۔

دوسرے نمبر پر جس طرح مردوں کو علما و صلحا کی صحبت نصیب ہے، خواتین کو بھی پیار و محبت کے ساتھ ان کی صحبت میں لے جانے کی کوشش کی جائے، تاکہ جو میل دل کے اوپر چڑھ چکا ہے، نیک لوگوں کی زبان سے اللہ و رسول ﷺ کی بات سن کر، قرآن و حدیث سن کر آہستہ آہستہ اترنا شروع ہوجائے۔ہوتے ہوتے وہ عورت جو پہلے خاوند کو نماز سے روکتی تھی، وہ عورت جو بے پردہ نکلنے پر فخر کرتی تھی، گھر سے باحجاب نکلنے پر لڑائی جھگڑا کیا کرتی تھی، شوہر سے بدتہذیبی اور بدتمیزی سے پیش آیا کرتی تھی...... ان شاء اللہ بے انتہا پاک باز، محبت کرنے والی، دین دار اور صرف دین دار نہیں، بلکہ شوہر کو جنت کی طرف لے جانے والی بن جائے گی۔

بیوی کا انتخاب دین کی بنیاد پر ہونا چاہیے

میرے عزیزو! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ (صحيح مسلم:باب استحباب النكاح ذات الدين)

ترجمہ: ''عورت سے شادی چار وجوہ سے کی جاتی ہے۔ پہلی وجہ حسن وجمال ہے۔
دوسری وجہ اس کا مال ہے۔ تیسری وجہ اس کا حسب نسب ہے۔ چوتھی وجہ دین
داری ہے۔ پس تم دین والی کو ترجیح دو، تمہارے ہاتھ خاک آلودہوں۔''

یعنی دنیاداروں کا مزاج یہ ہے کہ وہ خوب صورت عورت، مال دار عورت، اعلیٰ خاندان کی عورت سے شادی کرتے ہیں۔ لیکن تم دین دار عورت کو اختیار کر کے دنیا اور آخرت کی کامیابیاں اپنی جھولی میں سمیٹ لو۔

آج کا مسلمان گناہ کو گناہ نہیں سمجھ رہا!

میرے عزیزو! آج نکاح کرتے وقت ہم حسن وجمال دیکھتے ہیں، حسب نسب دیکھتے ہیں، مال دیکھتے ہیں۔ لیکن دین داری نہیں دیکھی جاتی، بلکہ کہا جاتا ہے کہ بھئی بہت زیادہ دیندار نہ لے آنا۔ بہت زیادہ برقع پہننے والی، پردہ کرنے والی نہ لے آنا۔ بس نارمل پردہ ہونا چاہیے۔

غور کیجیے! اللہ ورسول ﷺ کے مطابق جو گناہ ہے، اس کے لیے ہمارے زبانوں سے الفاظ کیا نکل رہے ہیں؟ ''نارمل پردہ'' دیور سے پردہ نہ ہو، یہ نارمل پردہ ہے۔ جیٹھ سے پردہ نہ ہو، یہ نارمل پردہ ہے۔ کیا ہمیں اللہ ورسول ﷺ کے حکم کا علم نہیں؟ یقیناً ہمیں علم ہے کہ جیٹھ سے پردہ کرانے کا حکم ہے، دیور سے پردہ کرانے کا حکم ہے، سالی سے پردہ کرنے کا حکم ہے، ماموں زاد اور ماموں زادیوں سے پردے کا حکم ہے، چچا زاد، چچازادیوں سے پردے کا حکم ہے، پھوپھی زاد اور زادیوں سے پردے کا حکم ہے۔

دین پر عمل نہ کرنے کا خمیازہ......

میرے عزیزو! یہ سب اللہ کے نبی ﷺ ہمیں بتلا کر گئے ہیں۔ اور پھر چوں کہ دنیا کے اندر فتنے عام ہیں۔ میرے پاس لوگ آتے ہیں اپنے قصے سنانے کے لیے، تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے

ایسے ہیں جو گھریلو فتنے میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ایسا کیوں ہوا؟ صرف اس لیے کہ ہم نے اللہ و رسول ﷺ کے حکم کو نہیں مانا۔

ناموافق ماحول کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟

اگر ماں کہہ رہی ہے: ارے بھائی سے پردہ کراؤ گے؟ بہن کہہ رہی ہے: ارے بھائی سے پردہ کراؤ گے؟ تمہیں بھائی کی نیت پر شک ہے؟ تو آپ جواب میں کہیے کہ اللہ نہ کرے ایسا ہو۔ مجھے اپنی نیت پر تو شک ہوسکتا ہے، میں خود مجرم ہوسکتا ہوں، میرا بھائی نہیں۔ میں خود گناہ گار ہوں، میرا بھائی گناہ گار نہیں۔ میں دو نمبر حرکتیں کرسکتا ہوں، میرا بھائی نہیں کرسکتا۔ میں یہ کام اس لیے کر رہا ہوں کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے بس۔ اللہ نہ کرے ہم دوسروں سے بدگمانی کریں۔ ہم دوسرے کو نیچا سمجھتے ہوئے یہ کام کریں۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔

اعتدال سے زندگی پرسکون بنتی ہے

میرے عزیزو! یہاں اس بات پر غور فرمائیے کہ بسا اوقات میاں بیوی میں چپقلش ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں آواز بلند ہو جائے، بچوں تک پہنچ جائے تو بچے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اب کوئی ماں کا چہرہ دیکھتا ہے، کوئی باپ کا چہرہ دیکھتا ہے۔ بات بڑھ جائے، معاملہ اڑوس پڑوس تک چلا جائے تو پھر میاں بیوی بھی رسوا ہو جایا کرتے ہیں۔

تو اللہ پاک نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا ''لباس'' کہہ کر اس کا حل پہلے ہی بتلا دیا۔ یعنی ایک دوسرے کے معاملات کو بھی چھپانا ہے۔ یہ نہ ہو کہ شوہر خواہ مخواہ بیوی کی برائیوں کا ڈھنڈورا پیٹتا پھرے اور بیوی میکے جا کر شوہر کے عیوب بیان کرے، شوہر کی خرابیوں کو بیان کرے کہ وہ تو Late Night آتے ہیں اور آتے ہی پہلے امی کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔

بھئی اگر شوہر ماں کے پاس نہ جائے تو کیا پہلے آپ کے پاس آ کر بیٹھے؟ ظاہر ہے ماں نے

اتنا عرصہ پالا ہے۔ پچیس تیس سال کا وہ نوجوان ہوگیا، تو آج دفتر سے آکر پہلے ماں کی قدم بوسی نہ کرے کہ ماں! کتنا احسان ہے آپ کا، ان ہاتھوں سے آپ مجھے روٹی بنا کر کھلایا کرتی تھیں۔ ان ہاتھوں سے آپ کپڑے دھویا کرتی تھیں۔ ان ہاتھوں سے مجھے ناشتا بنا کر دیا کرتی تھیں۔ آج کل بیویاں کون سا ناشتا بنا کر دیتی ہیں۔ دس گیارہ بجے اٹھ کر ان کو ناشتے کی توفیق ہوتی ہے۔ اللہ کرے مردوں اور عورتوں میں اعتدال آجائے تاکہ زندگیاں پرسکون ہوں۔

عفو و درگزر کو شیوہ بنائیے!

تو میرے عزیزو! مرد کو سب سے پہلے عورت کے ساتھ اچھے معاملات استوار کرنے چاہییں اور اس میں سب سے زیادہ عمل دخل عفو و درگزر کا ہے۔ غصہ نہ کرے۔ جب عفو و درگزر سے کام لے گا تو جس طرح آہستہ آہستہ بدکا ہوا جانور سدھار لیا جاتا ہے، اسی طرح ان شاء اللہ یہ بے دین عورت بھی دین دار بن جائے گی۔ اور شوہر کو جنت کے راستے کی طرف لے جانے والی ہوگی۔

دین کے مٹنے کا احساس پیدا کیجیے

میرے عزیزو! اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے احکام آج ہمارے گھروں کے اندر یقین کیجیے ضائع کیے جارہے ہیں۔ آج ہمارے گھر، گھر نہیں بلکہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام اور ان کی سنتوں کے معاذ اللہ! ذبح خانے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کو خود ہم ذبح کرتے ہیں، ہماری بیویاں ذبح کرتی ہیں، ہماری بچیاں ذبح کرتی ہیں، ہماری بہنیں ذبح کرتی ہیں، لیکن کوئی اس پر زبان سے ایک لفظ بولنے کو تیار نہیں۔

میرے عزیزو! سمجھایا تو جاسکتا ہے، کہا تو جاسکتا ہے۔ پیار و محبت سے عرض تو کیا جاسکتا ہے۔ زور زبردستی نہ کیجیے، اس سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ لیکن محبت سے سمجھانے کے بعد بدکا ہوا جانور بھی اپنا ہو جاتا ہے۔ یہ تو پھر بھی بیوی ہے، یہ پرائی نہیں، اپنی ہے۔ جب آہستہ آہستہ آپ اُس کے دل

میں ٹی وی کی نفرت بٹھائیں گے، تو دیکھیے گا وہ خود بخود چھوڑے گی، پیچھے ہٹے گی۔ شوہر دوسرے کمرے میں بیٹھا ہوا ہے، اچھی بیوی کے دل کے اندر احساس پیدا ہوگا ارے! میرا شوہر گناہوں سے بچ رہا ہے۔ مجھے بھی اس لعنت سے دور رہنا چاہیے۔

شوہر کی تابع داری کا نقد صلہ

ایک خاتون کا خط آیا کہ میں نے خواب میں دیکھا قیامت قائم ہوگئی اور میرے شوہر جنت کے لیے بھیج دیے گئے اور مجھے جہنم کے لیے بھیجا گیا۔ کیوں کہ شوہر متقی، پرہیزگار اور بیوی کے معاملات بالکل برعکس۔ لیکن الحمد للہ! اللہ تعالیٰ خوابوں کے ذریعے بھی ہدایت عطا فرماتے ہیں، اس لیے اس خاتون کو ہدایت مل گئی۔ انہیں فکر پیدا ہوگئی کہ میں غلط کر رہی ہوں۔

اسی طرح ایک اور واقعہ پڑھا کہ ایک عورت کا انتقال ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے علاقے میں سیلاب آیا، جس کی وجہ سے اس کی قبر اور بہت ساری قبریں کھل گئیں۔ ورثا کو بلایا گیا، اس خاتون کے شوہر کو بھی بلایا گیا کہ آپ کی بیوی کی قبر کھل گئی ہے۔ جب اس کو دوبارہ صحیح کرنے کے لیے اوپر سے صلیبوں کو ہٹایا گیا تو دیکھا گیا کہ تر وتازہ لیٹی ہوئی ہے اور اس کے سینے پر گلاب کا تازہ پھول موجود ہے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی کسی نے گلاب کا پھول لاکر رکھا ہو۔ شوہر موجود تھا، یہ منظر دیکھ کر رونے لگ گیا۔

جس صحافی نے مضمون لکھا تھا، کہا کہ جب قبر بند کر دی گئی، میں اس کے پیچھے پیچھے گیا یہ معلوم کرنے کے لیے کہ بھائی کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیوی کے ساتھ اتنا اچھا سلوک دنیا میں دکھادیا۔ ہمیں بھی بتائیے اس کے کیا معمولات تھے۔

پہلے تو شوہر نے چھپایا۔ پھر بتایا کہ بھائی! یہ دن بھر میری خدمت کیا کرتی تھی۔ اور جب سے یہ میرے پاس شادی ہو کر آئی تھی، میں اس کے لیے ناکارہ تھا، علاج کروایا، کوئی فائدہ نہ ہوا۔ یہ

میرے پاس 22 سال رہی۔میں اس سے کہتا رہا کہ طلاق دے دیتا ہوں تو دوسرا نکاح کرلے۔ لیکن یہ کہتی رہی کہ مجھے آپ ہی کے ساتھ جینا ہے، آپ ہی کی نسبت سے مرنا ہے۔میری دن بھر خدمت کرتی۔جب میں رات کو سو جاتا تو آدھی رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کیا کرتی۔اس کی وفات ہوئی اور آپ نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا۔

گھر کب سنورتا ہے؟

میرے بھائیو! یہ محبت کا تعلق اس وقت پیدا ہوگا، جب ہم محبت دیں گے۔یعنی پہلے خود چھوٹے بن جاؤ۔چھوٹے بن کر یہ سمجھ لو جیسے ہم اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے بہت نافرمان ہیں تو ہمارے ماتحت بھی ہمارے نافرمان ہیں۔لہٰذا ان سے درگزر کا معاملہ کرو۔ان شاء اللہ اس طرز عمل کی بدولت بیوی بھی محبت کرنے والی بن جائے گی۔

اسے پہلے دن ہی یہ مت سمجھاؤ کہ میں شوہر ہوں۔آج کل تو اسے مردانیت سمجھا جاتا ہے کہ ابتدا میں ہی بیوی پر دھاگ بٹھائی جائے۔اسے پتا چل جائے کہ شوہر نامدار بہت سخت قسم کے آدمی ہیں۔نئے نویلے دولہا سے کہا جاتا ہے کہ جب کمرے میں جاؤ تو زور سے لات مار کے جانا، تاکہ اس کا دل دھڑکے اور اسے پتا چلے کہ صاحب غصہ میں رہتے ہیں، جا کر جلدی سو جانا، نخرے وخرے کرنا وغیرہ وغیرہ......

میرے بھائیو! وہ بے چاری تو شادی کرکے آپ کے پاس آئی ہے محبت و پیار دیکھنے، نہ کہ خون خرابہ دیکھنے۔یہ افراط وتفریط ہماری تربیت نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔اور جب ہم تربیت کروالیتے ہیں کسی اللہ والے کے پاس بیٹھ کر، تو اگر لڑکی تربیت یافتہ ہوتی ہے، تو وہ گھر کو سنوارتی ہے۔اور لڑکا تربیت یافتہ ہوتا ہے، تو وہ سنوار دیتا ہے۔

بچے ماں باپ سے سیکھتے ہیں

میرے عزیزو! یہ ازدواجی زندگی جب اچھی ہوتی ہے، تو اسی سے آگے کے معاملات اچھے ہوجاتے ہیں۔اگر میاں بیوی لڑتے ہیں تو بچوں کی پروان بھی اسی طریقے پر ہوتی ہے۔جب وہ زندگی کے اس مرحلے پر پہنچتے ہیں، تو وہ بھی اپنی بیویوں کے ساتھ وہی معاملات کرتے ہیں۔جو بچی ناچاقی والے گھر میں پلی بڑھی ہوتی ہے، وہ اپنے شوہر کے ساتھ لڑائی جھگڑے کا معاملہ کرتی ہے، کیونکہ اس نے شروع سے یہی دیکھا کہ میاں بیوی آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔تو بتائیے کہ ازدواجی زندگی کی خرابی کی صورت میں کتنا نقصان ہوگا؟ صرف ایک گھرانہ نہیں، بلکہ گھرانوں کے گھرانے برباد ہوجاتے ہیں۔

اس لیے ازدواجی زندگی کا پرسکون ہونا اور باہمی محبت کا پیدا ہونا بہت ضروری ہے۔چناں چہ شوہر کو فکر ہونی چاہیے کہ آفس سے جلدی پہنچوں بیوی کے لیے۔دوسری جانب بیوی کھانا بنا کر رکھے، اس کے لیے بن ٹھن کر بیٹھے۔یہ ہے محبت والا ماحول، جس کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اور اللہ کے رسول ﷺ پیدا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں۔

باہمی حقوق ادا کرنے کا آسان طریقہ

میرے عزیزو! سب سے اچھی وہ زندگی ہے جو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بتادی۔زندگی کو اس ڈھب پر لایا جائے کہ حقوق کا مطالبہ دونوں جانب سے بند کردیا جائے۔نہ شوہر اپنے حقوق مانگے، نہ بیوی اپنے حقوق مانگے۔دونوں اپنے ذمے کے حقوق خود بخود ادا کریں۔شوہر بیوی کا حق ادا کرنے کی فکر کرے، بیوی شوہر کا حق ادا کرنے کی فکر کرے۔ہر ایک دوسرے کے ذمے اپنے حقوق معاف کرتا جائے تو دونوں کے مکمل حقوق ادا ہوتے رہیں گے اور ایک بہترین خانگی زندگی کا نمونہ ابھر کر ان شاء اللہ العزیز سامنے آئے گا۔

اولاد کو صدقہ جاریہ بنائیے

ایک روایت میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اپنی اولاد کا اکرام کرو اور (اچھی تربیت کے ذریعے) ان کو حسن ادب سے آراستہ کرو۔ (معارف الحدیث: ۳۳/۶ بحوالہ سنن ابن ماجہ)

لیکن میرے عزیزو! یہ کب ہوگا؟ جب ہم بچے کو بچپن سے کہیں گے: بیٹا نماز پڑھنے جانا ہے۔ سات سال کی عمر میں اسے نماز سکھائیں گے، اور ایسی نماز سکھانی ہے کہ فجر بھی نہیں چھڑوانی۔ دیکھیے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر صبح ہی صبح مائیں کھڑی ہوتی ہیں اسکول بس کے انتظار کے میں۔ جب دنیا کے لیے اس قدر مشقت کرواسکتے ہیں بچوں سے تو کیا انہیں فجر کے لیے نہیں اٹھاسکتے؟ ہم کیڈٹ اسکول میں معصوم بچے کو ہفتہ بھر کے لیے چھوڑ سکتے ہیں تو کیا اسے فجر کے لیے نہیں اٹھاسکتے؟ اچھے اچھے لوگ کہتے ہیں: ’’بچہ ہے‘‘ پوچھا جائے کتنے سال کا ہے؟ جواب ملتا ہے: پندرہ سال کا۔ پندرہ، سترہ، اٹھارہ سال کا ہوگیا، لیکن پھر بھی بچہ ہی رہا! حالاں کہ دوسرے معاملات کے اندر اسے عار دلاتے رہتے ہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ دنیا دلوں کے اندر رچ بس گئی ہے۔ میٹرک کے نتیجے میں اچھے نمبر نہ آئے، اس کا تو ہمیں غم ہوتا ہے، لیکن بچے نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی تو ہمیں کوئی غم نہیں۔ ماں باپ ایک دو دفعہ کہتے ہیں بیٹا نماز پڑھ لے۔ اس کے بعد ماں باپ کی چھٹی اور بچہ کی بھی چھٹی۔

میرے بھائیو! اگر ماں باپ اچھی تربیت کریں گے تو یقیناً اولاد ان کے لیے ذخیرہ آخرت بنے گی۔ اور اگر اچھی تربیت نہیں کریں گے تو ایسے واقعات بھی دیکھنے میں آئے اسی پاکستان میں، باہر کی بات نہیں کررہا کہ گھر سے ماں باپ کو نکال دیا کہ جاؤ ہمارے پاس جگہ نہیں ہے۔ یہاں نہیں آیا کرو، ہر وقت کھانستے رہتے ہو، تمہارے کھانسنے سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ یہاں تک نوبت آجایا کرتی ہے۔

راہ نمائی لینے کی عادت بنائیے

میرے عزیزو! ازدواجی زندگی کو اچھا بنائیے، پوچھ پوچھ کر چلیے، ہر قدم پر پوچھیے، راہنمائی حاصل کر کے چلیے۔ جس کو جس سے مناسبت ہے، وہاں سے راہنمائی حاصل کرتا رہے۔ اپنے بڑوں سے ہم پوچھ پوچھ کر چلتے رہیں گے تو ازدواجی زندگی اچھی ہوگی، ہمارے گھریلو معاملات اچھے ہوں گے، اولاد پر اچھے اثرات پڑیں گے، اولاد نیک بنے گی، آنے والی نسلوں کے اندر یہ معاملات منتقل ہوں گے۔ محلے سے شہر، شہر سے ملک بنا کرتے ہیں اور پھر بات دنیا میں جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے: فلاں ملک کے اندر دیکھو لوگ کتنے تہذیب یافتہ ہیں۔ ہمیں تو حسن معاشرت نبی کریم ﷺ دے کر گئے ہیں۔ حسن و معاشرت پیار و محبت کا معاملہ نبی ﷺ سکھا کر گئے ہیں۔ اللہ پاک ان باتوں پر مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق نصیب فرمادیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ